طبع لوسیانی Luciani (الجزائر ۱۹۰۳ء)، بشمول ایک قابل قدر دیباچہ از گولٹ تسیہر I. Goldziher؛ (۱۲) وہی مصنف : Materialien zur Kenntniss der Almohadenbewegung .Zeitschr. d. Deutsch. Morgenl. Ges، ۴۱ (۱۸۸۷ء) : ۳۰ تا ۱۴۰؛ (۱۳) Dozy : Essai zur l' histoire de l' Islamisme (فرانسیسی ترجمہ، لائڈن ۱۸۷۹ء)، ص ۳۶۸ تا ۳۷۷؛ (۱۴) مُلّر A. Müller : Der Islam وغیرہ، ۲ : ۶۴۰ تا ۶۴۴؛ (۱۵) Bel : Les Almoravides et les Almohades، (Oran ۱۹۱۰ء)، ص ۹ تا ۱۶ ؛ (۱۶) براکلمان Brockelmann، ۱ : ۴۰۰ تا ۴۰۲، [تکملة ۱ : ۶۹۷؛ (۱۷) القَلْقشندی : صُبح الاعشی، مصر ۱۳۳۳ھ، ۵ : ۱۹۱].

(رینے باسے RENÉ BESSET)

✓ **ابن تَیْمِیّة** : تقی الدّین ابوالعبّاس احمد بن شہاب الدّین عبدَالحلیم بن مجد الدّین عبد السلام ابن عبداللہ بن محمّد بن الخضر بن محمّد بن الخضر ابن علی بن عبداللہ بن تیمیّة الحرّانی الحنبلی، ایک عرب عالم دین اور فقیہ، جو دمشق کے قریب حرّان میں دوشنبے کے روز ۱۰ ربیع الاوّل ۶۶۱ھ / ۲۲ جنوری ۱۲۶۳ء کو پیدا ہوے۔ آپ کے خاندان میں سات آٹھ پشت سے درس و تدریس کا سلسلہ چلا آتا تھا اور سب لوگ علم و فن میں ممتاز گزرے ہیں اور محمّد بن عبداللہ کے متعلّق ابن خلّکان کے الفاظ میں : کَانَ اَبُوہٗ اَحَدَ الاَبْدَال و الزُّہّاد (وفیات، ۲ : ۳۴۸) ۔ ان کے باپ نے مغلوں کے ناجائز مطالبات سے بھاگ کر اپنے تمام خاندان کے ساتھ ۶۶۷ھ / ۱۲۶۸ء کے وسط میں دمشق میں پناہ لی تھی۔ دمشق میں نوجوان احمد نے اپنی توجّہ علوم اسلامیہ کی طرف مبذول کی اور اپنے باپ اور زین الدّین احمد بن عبدالدّائم المُقدِّسی، نجم (مجد، دیکھیے ابن شاکر : فوات، ۱ : ۴۴، مصر ۱۲۸۳ھ) الدّین بن عساکر، زینب بنت مکّی وغیرہم کے درس میں شامل ہوتے رہے۔ ان کے اساتذہ میں ذیل کے نام بھی ملتے ہیں : ابن ابی الیُسر، الکمال بن عبد، الکمال عبدالرحیم، شمس الدّین حنبلی، ابن ابی الخیر، شرف بن القواس، ابوبکر الھروی، مسلم ابن علّان، ابن عطاء حنفی، جمال الدّین صیرفی، النجیب المقداد اور القاسم الاِربلی .

ذھبی نے لکھا ھے کہ ابن تیمیة نے قرآن، فقه، مناظرہ و استدلال میں سن بلوغ سے پہلے مہارت پیدا کر لی تھی اور علماے کبار میں شمار ہونے لگے تھے۔ تذکرۃ (ابن قُدامة) میں ھے کہ آپ نے سترہ برس کی عمر میں افتاء و تصنیف کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ ابن کثیر نے بھی البدایة میں یہی عمر لکھی ھے۔ ابھی ان کی عمر بیس سال کی بھی نہ ہوئی تھی کہ انھوں نے اپنی تعلیم مکمّل کر لی اور ۶۸۱ھ / ۱۲۸۲ء میں اپنے باپ کی وفات پر ان کی جگہ حنبلی فقہ کے استاد مقرّر ہو گئے۔ ہر جمعے کے دن وہ قرآن کی تفسیر عالمِ دین کی حیثیت سے کیا کرتے ۔ علوم قرآنیه، حدیث، فقه، علمِ دین وغیرہ میں ماہر ہونے کی وجہ سے انھوں نے قرونِ اولٰی کے مسلمانوں کی مضبوط روایات کی ایسے دلائل سے حمایت کی جو اگرچہ قرآن و حدیث ھی سے ماخوذ تھے مگر اب تک غیر معروف تھے ۔ لیکن ان کے آزادانہ مناظروں کی وجہ سے دیگر راسخ العقیدہ مذاھب کے بہت سے علماء ان کے دشمن ہو گئے۔ ان کی عمر ابھی تیس سال بھی نہ ہوئی تھی کہ انھیں قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا گیا، لیکن انھوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ۶۹۱ھ / ۱۲۹۲ء میں انھوں نے حج کیا۔ ربیع الاوّل ۶۹۸ھ یا ۶۹۹ھ / نومبر ۔ دسمبر ۱۲۹۹ء میں قاھرۃ میں انھوں نے صفات باری تعالٰی کے متعلّق حَمَاۃ سے بھیجے ہوے ایک سوال کا جواب دیا، جس سے شافعی علماء ناراض اور رأے

عامہ ان کے خلاف ہو گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ انھیں مدرّس کے عہدے سے بر طرف ہونا پڑا، تاہم اسی سال انھیں مغلوں کے خلاف جہاد کی تلقین کا کام سپرد کیا گیا اور اس غرض سے وہ آیندہ سال قاھرة چلے گئے ۔ اس حیثیت میں وہ دمشق کے قریب شقحب کی فتح میں شریک تھے، جو مغلوں کے خلاف حاصل ہوئی۔ ۷۰۴ھ/ ۱۳۰۵ء میں وہ شام میں جبل کسروان کے لوگوں سے جنگ کرنے کے بعد (جن میں اسمٰعیلی، نُصیری اور حاکمی یعنی دروز بھی شامل تھے، جو حضرت علیؓ بن ابی طالب کے معصوم ہونے پر ایمان رکھتے اور اصحاب رسول کو کافر سمجھتے تھے، نہ نماز پڑھتے نہ روزہ رکھتے اور سؤر کا گوشت کھاتے تھے، وغیرہ (مرعی : کواکب، ۱۶۵)۔ وہ ۱۲ رمضان ۷۰۵ھ / ۱۳۰۶ء کو شافعی قاضی کے ہمراہ قاھرة چلے گئے، جہاں وہ ۲۲ رمضان کو پہنچے ۔ اگلے دن ان قاضیوں اور نامور لوگوں کی مجلس نے، جنھوں نے ان پر مشبّہ ہونے کا الزام عائد کیا تھا، سلطان کے دربار میں پانچ اجلاس کیے اور اس کے بعد انھیں اور ان کے دو بھائیوں — عبداللہ و عبدالرحیم — کو پہاڑی قلعے کے تہ خانے (جُب) میں قید کی سزا دی گئی، جہاں وہ ڈیڑھ سال تک رہے ۔ شوّال ۷۰۷ھ / ۱۳۰۸ء میں ایک کتاب کے سلسلے میں، جو انھوں نے فرقۂ اتّحادیہ (دیکھیے مادّۂ اتّحاد) کے خلاف لکھی تھی، ان سے باز پرس ہوئی لیکن جو دلائل انھوں نے اپنی صفائی میں پیش کیے ان سے ان کے دشمن یکسر لاجواب ہو کر رہ گئے ۔ انھیں ڈاک (برید) کے ہمراہ دمشق واپس بھیجا گیا، لیکن ابھی انھوں نے اپنے سفر کی پہلی منزل ھی طے کی تھی کہ انھیں واپس آنے پر مجبور کیا گیا اور سیاسی وجوہ کی بناء پر قاضی کے قیدخانے حارة الدیلم میں ۱۸ شوال ۷۰۷ھ یعنی ڈیڑھ سال تک محبوس رکھا گیا ۔ یہ زمانہ انھوں نے قیدیوں کو اصول اسلام سکھانے میں گزارا ۔ پھر چند دنوں کی آزادی کے بعد انھیں اسکندریة کے قلعے (بُرج) میں آٹھ ماہ کے لیے بند کر دیا گیا ۔ اس کے بعد وہ قاھرة واپس آئے۔ یہاں اس کے باوجود کہ انھوں نے سلطان الناصر کو اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے کے جواز کا فتوی دینے سے انکار کر دیا تھا انھیں اس مدرسے میں جو اسی سلطان نے بنایا تھا مدرّس مقرّر کر دیا گیا۔

ذوالقعدة ۷۱۲ھ / فروری ۱۳۱۳ء میں انھیں اس فوج کے ہمراہ جانے کی اجازت دی گئی جو شام کو جا رھی تھی؛ چنانچہ بیت المَقْدس سے ہوتے ہوے وہ سات سال اور سات ہفتے کی غیر حاضری کے بعد دوبارہ دمشق میں داخل ہوے ۔ یہاں پہنچ کر انھوں نے پھر مدرّس کی جگہ سنبھال لی؛ لیکن جمادی الأُخرٰی ۷۱۸ھ / اگست ۱۳۱۸ء یا بقول ابن حجر ۷۱۹ھ میں انھیں شاہی حکم سے طلاق کی قسم (طلاق بالیمین، یعنی یہ کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو مثلاً کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی صورت میں طلاق دینے کی قسم کھا لے) کے متعلّق فتوی دینے سے منع کر دیا گیا ۔ یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس میں انھوں نے اپنی طرف سے بہت سی رعایتیں دے رکھی تھیں، جنھیں دوسرے تین سُنّی مذاھب کے فقہاء تسلیم نہیں کرتے (ابن الوردی : تأریخ، ۲ : ۲۶۷)؛ بلکہ ان کا یہ خیال ھے کہ جو کوئی بھی اس قسم کی قسم کھاتا ھے تو گو اُسے اپنا عہد نکاح پورا کرنا پڑےگا تاھم اُسے قاضی اپنی مرضی کے مطابق کوئی سزا دے سکتا ھے۔

اس حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کرنے پر انھیں رجب ۷۲۰ھ / اگست ۱۳۲۰ء میں دمشق کے قلعے میں قید کر دیا گیا ۔ پانچ ماہ اور اٹھارہ دن کے بعد سلطان کے حکم سے انھیں رہائی ملی ۔

وہ پھر بدستور پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ ان کے دشمنوں کو ان کے اس فتوی کا علم ہوا جو انھوں نے دس سال پہلے اولیاء اور انبیاء کے مزارات پر جانے کے متعلق ۷۱۰ھ / ۱۳۱۰ء میں دیا تھا؛ چنانچہ شعبان ۷۲۶ھ/جولائی ۱۳۲۶ء میں انھیں سلطان کے حکم سے دمشق کے قلعے میں پھر نظربند کر دیا گیا، جہاں انھیں ایک الگ حجرہ دے دیا گیا - ان کے بھائی شرف الدّین عبدالرحمٰن پر اگرچہ کوئی جرم نہ تھا لیکن وہ اپنی خوشی سے بھائی کے ساتھ ہو لیے، جہاں ۱۳ جُمادی الاولٰی کو ان کا انتقال ہو گیا - یہاں ابن تیمیة اپنے بھائی کی رفاقت میں قرآن کی تفسیر، اپنے بدنام کنندگان کے خلاف رسائل اور ان تمام مسائل پر مستقل کتابیں لکھنے میں مشغول ہو گئے جن کی وجہ سے وہ قید ہوے تھے - لیکن جب ان کے دشمنوں کو ان کی ان تصانیف کا علم ہوا تو انھیں ان کی کتابوں، کاغذ اور روشنائی سے محروم کر دیا گیا - اس سے انھیں زبردست دھکّا لگا - انھوں نے نماز اور تلاوت قرآن سے تسکین خاطر چاھی، لیکن بیس دن کے اندر ھی اتوار اور پیر کی درمیانی رات ۲۰ ذوالقعدة ۷۲۸ھ/۲۶-۲۷ ستمبر ۱۳۲۸ء کو انتقال کر گئے - ائمة المحدّثین شیخ یوسف المزی وغیرہ نے غسل دیا اور انھیں ان کے بھائی امام شرف الدّین عبداللہ (م ۷۲۷ھ) کے پہلو میں مقابر صوفیہ میں عصر سے کچھ قبل دفن کر دیا گیا - اس دن دکانیں بند رھیں - ان کا جنازہ بڑی دھوم دھام سے اٹھا اور اندازہ ہے کہ صوفی قبرستان تک ان کی نماز جنازہ میں دو لاکھ مرد اور پندرہ ھزار عورتیں شریک تھیں (ابن رجب : طبقات)؛ ابن قدامة کے ھاں بھی تعداد کا اندازہ دو لاکھ ہے (تذکرة) - ان کی نماز جنازہ چار جگہ ہوئی : پہلے قلعے میں، پھر جامع بنو امیة دمشق میں، تیسری بار شہر سے باہر ایک وسیع میدان میں اور چوتھی بار صوفی قبرستان میں؛ لیکن اس آخری موقع پر چند مخصوص اراکین دولت ھی نے نماز جنازہ ادا کی تھی، اس لیے بعض تذکروں میں اس نماز جنازہ کا ذکر نہیں ملتا - بزاز فرماتے ھیں کہ ھمیں کوئی ایسا شہر معلوم نہیں جہاں تقی الدّین ابن تیمیة کے انتقال کی خبر پہنچی ہو اور نمازِ جنازہ نہ پڑھی گئی ہو (مجموع الدّرر، ص ۳۶)؛ چین جیسے دور دراز ملک میں بھی جنازے کی نماز ادا کی گئی (ابن رجب) - قبرستان صوفیہ کی باقی قبریں مٹ چکی ھیں اور ان پر جامعۂ سوریة کی عمارات تعمیر کر دی گئی ھیں - صرف ابن تیمیة کی قبر محفوظ ہے.

ابن الوردی (م ۷۴۹ھ) نے قصیدۂ طائیة میں اور بہت سے دوسرے لوگوں نے، جن کے نام ابن کثیر نے البدایة و النہایة میں اور مرعی الکرمی نے الکواکب الدّریة میں درج کیے ھیں، جیسے ذھبی، ابن فضل اللہ العمری، محمود ابن اثیر، قاسم المقری، ابن کثیر وغیرہ، ان کا مرثیہ کہا.

ابن تیمیة امام احمد بن حنبل کے پیرو تھے - وہ ان کی کورانہ تقلید نہیں کرتے تھے، بلکہ اپنے آپ کو مجتھد فی المذھب سمجھتے تھے (دیکھیے مادّۂ اجتہاد) - ان کے سوانح نگار مرعی نے اپنی کتاب الکواکب (ص ۱۸۳ ببعد) میں چند ایسے مسائل کا ذکر کیا ہے جن میں انھوں نے تقلید [رک بآں] بلکہ اِجْماع [رک بآں] کو بھی تسلیم نہیں کیا - اپنی بیشتر تصانیف میں وہ قرآن و حدیث کے احکام کی لفظی پیروی کرتے ھیں لیکن اختلافی مسائل پر بحث کرتے ہوے (بالخصوص مجموعة الرسائل الکبرٰی، ۱ : ۳۰۷، میں) وہ قیاس کے استعمال کو ناجائز نہیں سمجھتے؛ چنانچہ انھوں نے ایک مکمّل رسالہ (کتاب مذکور، ۲ : ۲۱۷)

اس طریق استدلال کے لیے وقف کر دیا ہے۔

وہ بدعت کے سخت دشمن تھے - انھوں نے اولیاء پرستی اور مزارات کی زیارت کی شدید مذمّت کی ہے - وہ کہا کرتے تھے کہ کیا آنحضرت صلّی اللہ علیہ و سلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ''صرف تین مسجدوں کا سفر اختیار کرو، مکّے کی مسجد حرام، بیت‌المقدس کی مسجد اور میری مسجد کا'' (کتاب مذکور، ۲ : ۹۳) - کوئی شخص اگر محض نبی اکرم صلّی اللہ علیہ و سلّم کے روضے کی زیارت کے لیے سفر اختیار کرے تو یہ بھی ایک ناجائز فعل ہوگا (ابن حجر الہیتمی : فتاوی، ص ۸۷) - اس کے برخلاف الشّعبی اور ابراہیم النّخعی کی رائے کا تتّبع کرتے ہوئے ان کے نزدیک کسی مسلمان کے مزار پر جانا صرف اس صورت میں معصیت ہوگا جب کہ اس کے لیے سفر اختیار کرنا اور کسی معیّنہ دن جانا پڑے - ان پابندیوں کے ساتھ وہ زیارتِ قبور کو ایک روایتی فریضہ سمجھتے تھے (صفی‌الدّین الحنفی : القول الجلی، ص ۱۱۹ ببعد).

فقراء کے متعلّق آپ کا خیال تھا کہ ان کی دو قسمیں ہیں — ایک وہ جو اپنے زھد و فقر، تواضع اور حسنِ اخلاق کی وجہ سے قابلِ ستائش ہیں، دوسرے وہ جو مشرک، مبتدع اور کافر ہیں - یہ لوگ قرآن و سنت کو ترک کر کے کذب و تلبیس اور مکاید و حیل سے کام لیتے ہیں (الدرر الکامنة).

ابن تیمیة کے لیے شاعری وجہ فضیلت نہ تھی اور نہ شعر و شاعری سے انھیں کوئی تعلّق ہی تھا، لیکن انھیں طبع موزوں ملی تھی اور انھوں نے بعض اوقات اپنے جذباتِ عبودیت کا اظہار اشعار میں کیا ہے اور اسی رنگ میں بعض علمی سوالات کے جواب دیے ہیں - ایک دفعہ ایک ذمّی یہودی کی طرف سے مسئلۂ قدر پر آٹھ اشعار لکھ کر آپ کے سامنے پیش کیے گئے - آپ نے فی البدیہ ۱۹۹ اشعار میں اس کا جواب لکھ دیا (الدرر الکامنة: لیکن ابن کثیر نے اشعار کی تعداد ۱۸۴ بتائی ہے) - کہا جاتا ہے کہ ذمّی کی زبان سے یہ سوال السکاکینی (م ۷۲۱ھ) نے پیش کیا تھا، لیکن امام شعرانی نے اپنی کتاب الیواقیت و الجواہر (ص ۱۶۰) میں لکھا ہے کہ یہ سوال صدرالدّین قونوی کی طرف سے پیش کیا گیا تھا - اسی طرح رشیدالدّین عمر الفارانی نے شعروں کی ایک منظوم پہیلی لکھی، آپ نے ننانوے اشعار میں اس کا جواب دیا - آپ کے اشعار البدایة، طبقات سبکی اور فتاوی حلبیة میں موجود ہیں.

ابن تیمیّة قرآن و حدیث کی ان عبارات کی لفظی تفسیر کرتے تھے جو باری تعالٰی کے متعلّق ہیں - یہ عقیدہ ان پر اتنا چھایا ہوا تھا کہ ابن بطّوطة کے بیان کے مطابق ایک دن انھوں نے دمشق میں مسجد کے منبر پر سے کہا ''خدا آسمان سے زمین پر اسی طرح اترتا ہے جس طرح میں اب اتر رہا ہوں'' اور منبر پر سے ایک سیڑھی نیچے اتر آئے [؟] (قبّ بالخصوص مجموعة الرسائل الکبرٰی، ۱ : ۳۸۷ ببعد).

تحریر اور تقریر دونوں طریقوں سے انھوں نے متعدّد اسلامی فرقوں، مثلاً خارجی، مرجئی، رافضی، قدری، معتزلی، جہمی، کرّامی، اشعری وغیرہ سے ٹکر لی (رسالة الفرقان، جا بجا، در مجموعۂ مذکور، ۱ : ۲) - وہ کہا کرتے تھے کہ الاشعری کے متکلّمی عقائد محض جہمیّة، نجّاریة اور ضراریة وغیرہ کی آراء کا مجموعہ ہیں - قدر، اسماے باری تعالٰی، اَحکام اور انفاذ الوعید وغیرہ کی تشریح و توضیح پر انھیں خاص طور سے اعتراض تھا (کتاب مذکور، ۱ : ۷۷، ۳۳۵ ببعد).

بہت سے مسائل میں وہ بعض فقہاء سے اختلاف رکھتے تھے، مثلاً (۱) وہ 'تحلیل' کی رسم کو قبول نہ کرتے تھے، جس کے ذریعے وہ عورت جسے تین طلاقوں سے طلاق بائن ہو چکی ہو کسی ایسے

شخص سے درمیانی نکاح کرنے کے بعد جس نے اس بات کو منظور کر لیا ہو کہ وہ (محلّل، یعنی حلال بنا دینے والا) نکاح کے فوراً بعد اسے طلاق دے دے گا اپنے پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے؛ (۲) ان کے نزدیک ایّام حیض میں جو طلاق دی جائے وہ باطل ہے؛ (۳) ایسے لگان (ٹیکس) جو احکام الٰہی سے فرض نہیں کیے گئے جائز ہیں اور اگر کوئی شخص یہ لگان ادا کر دے تو اسے زکوٰۃ معاف ہو جاتی ہے: (۴) اجماع کے خلاف رائے رکھنا نہ تو کفر ہے نہ معصیت.

کہا جاتا ہے کہ الصّالحیة میں الجبل کی مسجد کے منبر پر کھڑے ہو کر انھوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے بہت سی غلطیاں کیں ۔ علامہ طوخی نے لکھا ہے کہ بعد میں ابن تیمیة نے اس پر اظہار افسوس بھی کیا (الدررالکامنة، ۱ : ۱۵۴) اور منہاج السنة میں تو آپ نے حضرت عمرؓ کی بے حد تعریف و توصیف کی ہے ۔ ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے کہا کہ علیؓ بن ابی طالب نے تین سو (قب الدرر الکامنة، ۱ : ۱۵۴، جہاں سترہ خطاؤں کا ذکر ہے) غلطیاں کیں ۔ واقعہ یہ ہے کہ جبل کسروان کے ایک غالی شیعہ نے عصمتِ علیؓ پر آپ سے بحث کی ۔ آپ نے تأریخ کو پیش کیا اور بتایا کہ ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ میں کئی دفعہ بعض مسائل میں اختلاف ہو گیا اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و سلّم نے ابن مسعودؓ کے حق میں فیصلہ دیا ۔ کسروانیوں کے خلاف حکومت کو فوج کشی بھی کرنا پڑی اور ان لوگوں نے مغلوں کو ممالک اسلامیہ کے خلاف کئی بار مدد دی تھی اور یہ اصحاب ثلاثہ اور ائمۂ دین کو مرتد قرار دیتے تھے .

ان باتوں سے ابن تیمیة کا مطلب صرف یہ تھا کہ عصمت صرف انبیاء کو حاصل ہے، ورنہ وہ صحابہ کا بہت ادب کرتے تھے اور ان کے مقام کی عظمت و بلندی کے معترف تھے ۔ اپنی کتاب العقیدة الحمویة میں لکھتے ہیں ''متکلّمین کا خیال یہ ہے کہ صحابہ و تابعین سادہ ایمان و عقاید کے مالک تھے جن میں تدبّر و تفکّر بہت کم تھا اور آیات و نصوص میں خوض کی استعداد موجود ہی نہ تھی ۔ . . . . . یہ ایک ایسا دعوٰی ہے جسے خوفناک جہالت ہی کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے ۔ کاش ان عقل کے اندھوں کو معلوم ہوتا کہ وہ لوگ ظن و شک کی ظلمتوں سے نکل کر ایقان و ایمان کی روشن دنیاؤں میں پہنچے ہوے تھے ۔ ان کی راہ میں شبہات کے کانٹے نہ تھے ۔ تخمین و ظن کی جھاڑیاں نہ تھیں ، منطق و فلسفہ کی الجھنیں نہ تھیں . . . . انھیں خود رسولؐ نے حقّانیت کا درس دیا تھا ۔ ان کے سامنے ماضی و مستقبل کے واقعات کھول دیے گئے تھے ۔ وہ کفر و عصیان کی ظلمتوں میں آفتاب بن کر چمکے تھے ۔ انھوں نے کتاب اللہ کو ہاتھ میں لے کر مشرق و مغرب کے سامنے بہترین عملی نمونہ پیش کیا تھا ۔ ان سے کتاب الٰہی بولتی تھی اور ان کا علم انبیاے بنی اسرائیل سے کم نہ تھا. . . . . ان کی وسعتِ نگاہ، پروازِ فکر اور محیّر العقول قوّتِ ادراک کو ناپنے کے لیے کوئی مقیاس موجود نہیں'' ۔

ابن تیمیة نے الغزالی، محیالدّین ابن العربی، عمر بن الفارض اور عموماً صوفیہ کی طرف منسوب خیالات پر بھی تنقید کی ہے ۔ جہاں تک امام الغزالی کا تعلق ہے ابن تیمیة نے ان فلسفیانہ خیالات پر جرح کی ہے جو انھوں نے المنقذ من الضلال بلکہ احیاء علوم الدّین میں بھی ظاہر کیے ہیں، جس میں (بقول ابن تیمیّة) بہت سی موضوع احادیث پائی جاتی ہیں ۔ وہ کہا کرتے تھے کہ صوفی اور متکلّمین ایک ہی کشتی پر سوار ہیں (من وادٍ واحدٍ) ۔ ابن تیمیّة نے فلسفۂ یونان اور اس کے اسلامی نمایندوں، بالخصوص ابن سینا اور ابن سبعین، پر بہت زوردار حملے کیے

اور کہا : ''کیا فلسفہ کفر کی طرف نہیں لے جاتا ۔ کیا وہ بہت حد تک ان اختلافات کا باعث نہیں ہے جنھوں نے آغوشِ اسلام میں پرورش پائی ہے؟''۔

اسلام چونکہ یہودیت اور عیسائیت کے نعم البدل کے طور پر بھیجا گیا تھا اس لیے ابن تیمیّة کو قدرتی طور پر ان دونوں مذہبوں پر جرح کرنے کی طرف توجہ کرنا پڑی ۔ یہود و نصاری پر اپنی مقدّس کتابوں کے بعض الفاظ کے معانی کو محرّف کرنے کا الزام لگانے کے بعد (دیکھیے ان کی تصانیف، عدد ۳۵، ۴۰، ۴۳ اور ۴۵) انھوں نے یہودیوں کے عبادت خانوں اور بالخصوص گرجاؤں کی دیکھ بھال یا ان کی تعمیر کے خلاف رسالے لکھے (قبّ عدد ۴۶).

بعض مسلمان علماء ابن تیمیّة کی راسخ الاعتقادی کے بارے میں متّفق نہیں ہیں ۔ ان لوگوں میں سے جو انھیں اَور کچھ نہیں تو ملحد سمجھتے ہیں حسبِ ذیل کے نام لیے جا سکتے ہیں : ابن بطّوطة، ابن حجر الهیتمی، تاج الدّین سبکی، تقی الدّین السبکی اور ان کے بیٹے عبدالوهّاب، عزالدّین ابن جماعة، ابو حیان الظاهری الاندلسی وغیرہ؛ بلکہ بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ جو ابن تیمیّة کو شیخ الاسلام کہے وہ بھی کافر ہے اور اس کے رد کے لیے شمس الدّین محمّد بن ابی بکر (م ۸۴۲ھ) کو الرّد الوافر کتاب لکھنا پڑی ۔ اسی طرح ابن حجر الهیتمی کی تنقیدات کے جواب میں محمود الآلوسی (م ۱۳۱۷ھ) نے جلاء العَینَین لکھی ۔ تاهم ان کی مذمت کرنے والوں کے مقابلے میں ان کی مدح کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے، مثلاً ان کے شاگرد ابن قیّم الجوزیة، الذهبی، ابن قدامة، ابن کثیر، الصرصاری الصوفی، ابن الوردی، ابراهیم الکورانی، علی القاری الهروی، محمود الآلوسی وغیرہ۔ بعض نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ان کی دیانت

ادراک اسلامی اور سیاسی مسائل کی راہ میں کہیں ٹھوکر نہ کھا سکی ۔ ابن تیمیة کے متعلق یہ اختلاف رائے آج تک چلا آتا ہے، مثلاً یوسف النّبهانی نے اپنی کتاب شواهد الحقّ فی الاستغاثة بسیّد الخلق (قاهرة ۱۳۲۳ھ) میں ان پر خوب لے دے کی ہے اور اس کا ردّ ابوالمعالی الشافعی السّلامی نے اپنی کتاب غایة الامانی فی الرّد علی النّبهانی (قاهرة ۱۳۲۵ھ ؟) میں کیا ہے؛ نیز محمد سعید مدراسی نے ابن تیمیّة کے خلاف التنبیه بالتنزیه کے نام سے کتاب لکھی (حیدرآباد ۱۳۰۹ھ) تو اس کا جواب احمد بن ابراهیم نجدی نے تنبیه النبیه و الغبی کے نام سے لکھا (مصر ۱۳۲۹ھ) ۔ لیکن ان کے مخالف بھی آپ کے تبحّر علمی کے قائل تھے ۔ آپ کے مخالفوں میں علّامہ کمال الدّین الزملکانی (م ۷۲۷ھ) کا نام بھی ہے ۔ وہ کہتے ہیں: هو حجة اللّٰه القاهرة ۔ هو بیننا اعجوبة الدهر؛ ابن تیمیة دنیا میں اللّٰہ تعالٰی کی حجت قاهرہ ہیں اور آپ عجائبات عالم میں سے ہیں (البدایة) ۔ ابوحیّان (م ۷۰۲ھ) بھی آپ کے مخالف تھے لیکن وہ بھی کہتے ہیں کہ آپ علم کا وہ سمندر ہے جس کی لہریں موتی اچھالتی رہتی ہیں (القول الجلی) ۔ ابن بطّوطة آپ کی عظمت سے اس درجہ متأثّر تھا کہ اپنی سیاحت میں سالہا سال بسر کرنے کے بعد جب وہ اپنے ملک واپس پہنچا تو اس وقت بھی اس کے ذهن میں ابن تیمیّة کی عظمت کے نقوش روشن تھے ۔ وہ لکھتا ہے: کان ابن تیمیة کبیرالشام یتکلم فی الفنون و کان اهل دمشق یعظمونه اشد التعظیم (رحلة ابن بطّوطة) : ابن تیمیة شام کی ایک ممتاز ہستی، علوم و فنون کے ماهر اور اهل دمشق کی نظر میں بے حد محترم و مکرم تھے ۔

ہمیں معلوم ہے کہ وهّابی فرقے کے بانی کا تعلّق دمشق کے حنبلی علماء سے تھا اور اس لیے یہ

قدرتی بات ہے کہ اس نے ان کی کتابوں سے استفادہ کیا، بالخصوص ابن تیمیة اور ان کے شاگرد ابن قیّم الجوزیة (رَكّ بآں) کی تعلیمات سے؛ اس لیے وهابی عقیدے کے اصول وهی هیں جن کے لیے یہ جلیل‌القدر حنبلی عالم عمر بھر لڑتے رہے۔

ابن تیمیة کا اصول استدلال یہ تھا کہ سب سے پہلے قرآن مجید سے استدلال کرتے۔ زیرِ نظر مضمون سے متعلّق تمام آیات کو یکجا کرتے اور ان کے الفاظ سے معانی کی تعیین کرتے۔ پھر سنت و حدیث سے استنباط کرتے۔ حدیث کے راویوں پر جرح کرتے اور روایت کے لحاظ سے پرکھتے۔ پھر صحابه کے طریق اور فقہاے اربعه اور دوسرے مشہور اماموں کے اقوال زیرِ بحث لاتے؛ اور اسی نقطۂ نگاہ سے انھوں نے اپنے زمانے کے علومِ متداوله کو جانچا۔

ابن شاکر نے لکھا ہے کہ آپ بڑے متّقی، پرهیزگار، عابد، صائم، ذاکر اور حدود الٰہیه کے پابند تھے۔ سراج کہتے هیں کہ آپ نه تو لباس فاخره پہنتے نه علماء کے جبے اور عمامے کو پسند کرتے۔ آپ کا لباس بالکل عوام کا سا ہوتا، جو مل جاتا پہن لیتے۔ آپ کے متعلّق آپ کی زندگی میں اور وفات کے بعد بہت سے لوگوں نے بہت سے خواب دیکھے۔ ابن فضل الله کہتے هیں کہ اگر یہ تمام خواب جمع کیے جائیں تو ایک ضخیم جلد تیّار ہو جائے۔

ابن تیمیة کی قلمی تصویر کھینچتے ہوے الذهبی نے لکھا ہے کہ وہ خوش شکل اور نیک سیرت تھے، رنگ سفید، کندھے فراخ، آواز بلند اور رسیلی، بال سیاہ اور گھنے اور آنکھیں دو بولتی ہوئی زبانیں تھیں (الدرر الکامنة، ۱ : ۱۵۱)۔

آپ نے عمر بھر شادی نہیں کی۔ آپ کے خاندان کے تمام افراد تیمیة کی طرف منسوب هیں۔ مؤرّخین نے اس کی جو وجوهات بتائی هیں ان میں سے زیادہ قرین قیاس ابن نجّار کی توجیه ہے کہ تیمیة آپ کے اجداد میں سے ابوالقاسم الخضر کی ایک عالمه فاضله دادی تھیں اور تمام خاندان اسی بزرگ خاتون کی طرف منسوب ہو گیا۔ ابن رجب کی اس روایت کی تائید ابن کثیر کی کتاب اختصار علوم الحدیث (ص ۸٦) سے بھی ہوتی ہے۔

ابن تیمیة کے مواعظ میں جم غفیر شامل ہوتا تھا۔ آپ کی پر جوش تصانیف کے نتیجے میں محمّد ابن عبدالوهاب نجدی کی تحریک ابھری اور دورِ حاضر کے مصر میں محمّد عبده اور هندوستان میں شاہ ولی الله، مولوی عبدالله غزنوی، نواب صدّیق حسن خان، ابوالکلام آزاد، عبدالقادر، مہربان فخری مدراسی (م ۱۲۰۳ھ) اور باقر آگاہ مدراسی (م ۱۲۲۰ھ) کی کوششوں سے احیاء سنت کا جذبه پیدا ہوا۔

ان پانچ سو کتابوں (معجم الشیوخ، الدرر الکامنة: بلغت مؤلفاته فی حال حیاته نحو خمسمائة مجلدًا او نحوها) میں سے، جو کہا جاتا ہے ابن تیمیة نے لکھیں، اب صرف مندرجۂ ذیل باقی هیں (بقیه کے صرف نام معلوم هیں جن میں سے ، عبدالهادی (ص ۳٦۴ ۱)، صدّیق حسن خان (اتحاف النبلاء) اور غلام جیلانی برق نے ۳۸۰ کتب کے نام حروف تہجّی کے اعتبار سے دیے هیں : (۱) رسالة الفرقان (الفرق) بَیْنَ الْحَقِّ وَ الْبَاطِل؛ (۲) معارج الوصول الی معرفة ان اصول الدّین و فرعه قد بیّنها الرّسول، فلسفیوں اور قرمطیوں کا رد، جو یہ کہتے هیں کہ انبیاء خاص حالات میں جھوٹ بول سکتے هیں وغیرہ؛ (۳) التِبیان فِی نُزُول القُرآن؛ (۴) الوَصِیَّةُ فِی الدِّینِ وَ الدُّنْیَا المَعروف به الوَصِیَّةُ الصُّغْرٰی؛ (۵) رسالة النِیَّةِ فِی العِبادات؛ (٦) رسالة فِی الْعَرشِ هَلْ هُوَ کُرِیٌّ اَمْ لَا؛ (۷) الوَصِیَّةُ الْکُبْرٰی؛ (اردو ترجمه از ابو الکلام آزاد، لاهور ۱۹۳۷ء)؛ (۸) الاِرَادَةُ وَالْاَمْر؛ (۹) العَقِیدَةُ الْوَاسِطِیَّة (اردو ترجمه، طبع مالکان دارالترجمة و الاشاعة تصانیف امام ابن

تیمیة، لاهور)؛ (۱۰) المناظرة فی العقیدة الواسطیة؛ (۱۱) العقیدة الحمویة الکبری؛ (۱۲) رسالة فی الاستغاثة؛ (۱۳) الاکلیل فی المتشابه و التاویل؛ (۱۴) رسالة الحلال؛ (۱۵) رسالة فی زیارة بیت المقدس؛ (۱۶) رسالة فی مراتب الارادة؛ (۱۷) رسالة فی القضاء و القدر؛ (۱۸) رسالة فی الاحتجاج بالقدر؛ (۱۹) رسالة فی درجات الیقین (اردو ترجمه، طبع مالکان دارالترجمة و الاشاعة تصانیف امام ابن تیمیة، لاهور ۱۳۴۷ھ)؛ (۲۰) کتاب بیان الهدی من الضلال فی امر الهلال؛ (۲۱) رسالة فی سنة الجمعة؛ (۲۲) تفسیر المعوذتین (اردو ترجمه، طبع مالکان دارالترجمة و الاشاعة تصانیف امام ابن تیمیة، لاهور)؛ (۲۳) رسالة فی العقود المحرمة؛ (۲۴) رسالة فی معنی القیاس؛ (۲۵) رسالة فی السماع و الرقص (اردو ترجمه، وجد و سماع از عبدالرّزاق ملیح آبادی، لاهور ۱۹۳۶ء؛ قوالی، از عبدالرزاق ملیح آبادی، لاهور ۱۳۳۰ھ)؛ (۲۶) رسالة فی الکلام علی الفطرة؛ (۲۷) رسالة فی الاجوبة عن احادیث القصاص؛ (۲۸) رسالة فی رفع الحنفی یدیه فی الصلوة؛ (۲۹) کتاب مناسک الحج ۔ ان تمام چھوٹے چھوٹے رسالوں کو ایک مجموعے میں جمع کر دیا گیا، جس کا نام مجموعة الرسائل الکبری ہے (قاهرة ۱۳۱۳ھ، ضخامت ۸۷۵ صفحات)؛ (۳۰) الفرقان بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان، قاهرة ۱۳۱۰ھ، ضخامت ۸۸ صفحات، ۱۳۲۳ھ، ۱۳۲۵ھ، لاهور ۱۳۲۱ھ، نیز مجموعة التوحید کے ساتھ دهلی سے ۱۸۹۵ء (اردو ترجمه از غلام ربانی، لاهور ۱۹۳۰ء)؛ (۳۱) الواسطة بین الخلق و الحق یا الواسطة بین الحق و الخلق، قاهرة ۱۳۱۸ھ (اردو ترجمه العروة الوثقی مطبوعه الهلال بک ایجنسی)؛ (۳۲) رفع الملام عن الائمة الاعلام، قاهرة ۱۳۱۸ھ؛ (۳۳) کتاب التوسل و الوسیلة، قاهرة ۱۳۲۷ھ، طبع دوم دمشق ۱۳۳۱ھ، ضخامت ۲۰۰ (اردو ترجمه کتاب الوسیلة از عبدالرزاق ملیح آبادی، طبع دوم، لاهور ۱۹۵۱ء)؛ (۳۴) کتاب جواب اهل العلم و الایمان بتحقیق ما اخبر به رسول الرحمن من ان قل هو الله احد تعدل (تعادل) ثلث القرآن، قاهرة ۱۳۲۲ھ (قب *Revue Afric.*، ۱۹۰۶ء، ۲۶۷)؛ (۳۵) الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح، یه صیداء اور انطاکیه کے اسقف پال Paul کے ایک خط کا جواب ہے، جس میں امام ابن تیمیّة نے نصرانیت کا ابطال کیا ہے اور اسلام کی فضیلت ثابت کی ہے، قاهرة ۱۳۲۲ تا ۱۳۲۳ھ، ضخامت ۱۴۲۴ صفحات (قب P. de Jong : *Een Arab. Handschrift behelzende eene bestrijding van hat Christendom*، در *Verslagen en Madedeel. Afd. Letterkunde dre Kon. Akad. van Wetenschapen*، سلسلۂ دوم، ۷، (۱۸۷۸ء) : ۲۱۸ تا ۲۱۹، ۲۳۲ تا ۲۳۳؛ *Revue Afric.*، ۱۹۰۶ء، ص ۲۸۳ (اس کے چند اوراق کا اردو ترجمه عبدالرزاق ملیح آبادی نے کیا تھا، طبع کلکته تاریخ طبع ندارد)؛ (۳۶) الرسالة البعلبکیة، قاهرة ۱۳۲۸ھ (ضخامت ۸۴ صفحات)؛ (۳۷) الجوامع فی السیاسة الالهیة و الآیات النبویة، بمبئی ۱۳۰۶ھ، (سیاسة الٰهیه، ترجمه اردو از ابوالقاسم رفیق، طابع ادارۂ فروغ اردو، تاریخ طبع ندارد)؛ (۳۸) فوائد مستنبطة من سورة النور، تفسیر سورۂ نور، مطبوعه بر حاشیۂ جامع البیان فی تفسیر القرآن (از الایجی)، چاپ سنگی، دهلی ۱۲۹۶ھ، مصر ۱۳۴۳ھ، ضخامت ۱۳۲ صفحات؛ (۳۹) کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول، حیدر آباد ۱۳۲۲ھ، (ضخامت ۶۰۰ صفحات)؛ (۴۰) تخجیل اهل الانجیل، عیسائیت کے رد میں، مخطوطه در بوڈلین لائبریری، فهرست، ۲ : ۴۵؛ Maracci نے اس کا استعمال اپنی کتاب *Refutatio Alcorani* کے مقدمے (*Predromus*) میں کیا ہے؛ (۴۱) المسئلة النصیریة (یا الرد علی النصیریة

یا فتیا فی النصیریة)، کوهستان شام کے نصیری
باشندوں کے خلاف فتوی، (فرانسیسی زبان میں ترجمه
از گویار Guyard، در *JA*، سلسلة ۶، ۱۸۷۱ء،
۱۸ : ۱۵۸؛ پیرس ۱۸۷۲ء: Salisbury : *Journ. Amer.*
Or. Soc، ۲، (۱۸۵۱ء) : ۲۵۷؛ قاهرة ۱۳۲۳ھ،
نیز اس سے پهلے الرسائل الکبری میں، مصر
۱۳۱۷ھ): (۴۲) العقیدة التدمریة، [مصر ۱۳۲۵ھ،
ضخامت ۱۲۹ صفحات، اس کا دوسرا نام تحقیق الاثبات
للاسماء و الصفات و بیان حقیقة الجمع بین القدر و الشرع
بهی هے: (۴۳) اقتضاء (کذا در ۱۱، لائڈن، اقتفاء
اور اقتداء، مطبع شرقیة ۱۳۲۵ھ اور صدیق حسن خان
کی الدین الخالص کے حاشیے پر، طبع هند ۱۳۱۲ھ)
الصراط المستقیم و مجانبة اصحاب الجحیم، یهود و
نصاری کے خلاف، مخطوطه در برلن، عدد ۲۰۸۴،
مصر ۱۳۲۵ھ، ضخامت ۲۲۲ صفحات (اس کے
اختصار کا اردو ترجمه صراط مستقیم، از عبدالرزاق
ملیح آبادی، هند بک ایجنسی، کلکته، تاریخ طبع
ندارد)؛ (۴۴) جواب عن لو، حرف لو کی بحث، السیوطی
کی الاشباه و النظائر، حیدر آباد ۱۳۱۷ھ، ۳ : ۳۱۰ میں
شائع هوا؛ (۴۵) کتاب الرد علی النصاری، مخطوطه در
برٹش میوزیم، فهرست، شماره ۸۶۵، ۱: (۴۶) مسئلة
الکنائس، مخطوطه در کتب خانۂ ملیۂ پیرس، عدد
۲۹۶۲، ii؛ (۴۷) الکلام علی حقیقة الاسلام و الایمان،
مخطوطه در برلن، شماره ۲۰۸۹، اسکوریال
Esc.، ۱۴۷۴ (یهی رساله کتاب الایمان و الاسلام کے
نام سے دهلی ۱۳۱۱ھ، طبع مولوی عبداللطیف وغیره
مجموعة التوحید، میں چهپ چکا هے)؛ (۴۸) العقیدة
المراکشیة، مخطوطه در برلن، شماره ۹ : ۲۸؛ (۴۹)
مسئلة العلو، خدا کا ذکر کرتے هوے "بلندی" کا
مسئله، مخطوطه در برلن، شماره ۲۳۱۱، گوتها
Gotha، شماره ۸۳ / iii، میونخ، شماره ۸۸۵:
(۵۰) نقض تأسیس الجهمیة، مخطوطه در لائڈن، شماره
۲۰۲۱: (۵۱) رسالة فی سجود القرآن، مخطوطه در
برلن، شماره ۳۵۷: (۵۲) رسالة فی سجود السهو،
مخطوطه در برلن، شماره ۳۵۷۳: (۵۳) رسالة فی اوقات
النهی و النزاع فی ذوات الاسباب وغیرها، مخطوطه در
برلن، شماره ۳۵۷۴: (۵۴) کتاب فی اصول الفقه،
مخطوطه در برلن، شماره ۳۵۹۲: (۵۵) کتاب الفرق
المبین بین الطلاق و الیمین، مخطوطه در لائڈن، شماره
۱۸۳۴: (۵۶) مسألة الحلف بالطلاق، مخطوطه در
کتب خانۂ خدیویه، فهرست، ۷ : ۵۶۵: (۵۷) الفتاوی،
مخطوطه در برلن، شماره ۳۸۱۷ - ۳۸۱۸: طبع مصر
۱۳۲۹ھ: (۵۸) کتاب السیاسة الشرعیة فی اصلاح الراعی
و الرعیة، مخطوطه در پیرس: فهرست کتب خانۂ ملیه،
شماره ۲۴۴۳ - ۲۴۴۴؛ طبع مصر ۱۳۲۲ھ: (۵۹)
جوامع الکلم الطیبة فی الادعیة و الاذکار، مخطوطه در
فهرست کتب خانۂ خدیویه، ۷ : ۲۲۸؛ آیا صوفیه،
شماره ۵۸۳، طبع بمبئی ۱۳۴۹ھ، ضخامت ۱۰۴ صفحات؛
(۶۰) رسالة العبودیة (اردو ترجمه : بندگی از میر ولی الله،
ایبٹ آباد ۱۹۲۲ء): (۶۱) رسالة تنوع (نوع)
العبادات: طبع مصر در الرسائل الکبری؛ (۶۲) رسالة
زیارة القبور و الاستنجاد بالمقبور؛ (اردو ترجمه، لاهور
۱۳۴۷ھ): (۶۳) رسالة المظالم المشترکة؛ (۶۴) الحسبة
فی الاسلام - مجموعة الرسائل الکبری، ص ۱ تا ۲۲۲
اور ۱ تا ۹۲ میں ان تصانیف میں سے عدد ۵۹ تا
۶۳، مع عدد ۲، ۳۱، ۳۲، ۴۱، قاهرة ۱۳۲۳ھ میں
چهپ چکی هیں: (۶۵) الرسالة المدنیة فی تحقیق المجاز
و الحقیقة، اور ابن قیم کی کتاب اجتماع الجیوش
الاسلامیة لغزو المرجئة و الجهمیة، امرتسر ۱۳۱۴ھ
کے آخر میں طبع هوا؛ (۶۶) الاختیارات العلمیة،
مجموعة فتاوی ابن تیمیة کے چوتهے جزو کے آخر میں
طبع هو چکا هے، نیز مصر ۱۳۲۹ھ، (ضخامت ۳۲۰
صفحات)؛ (۶۷) اقامة الدلیل علی ابطال التحلیل، فتاوی،
جزو سوم، کے آخر میں طبع هو چکا هے، نیز مصر ۱۳۲۹ھ،
(ضخامت ۳۹۰ صفحات)؛ (۶۸) بغیة المرتاد فی الرد علی
متفلسفة و القرامطة و الباطنیة، فتاوی، جزو پنجم، کے آخر

میں شائع ہو چکا ہے، نیز مصر ۱۳۲۹ھ؛ (۶۹) بیان موافقة صریح المعقول لصحیح المنقول، یہ کتاب منہاج السنة کے حاشیے پر طبع ہو چکی ہے، مصر ۱۳۲۱ھ؛ (۷۰) تفسیر سورة الاخلاص، مطبع حسینیہ ۱۳۲۳ھ، ضخامت ۱۴ صفحات (اردو ترجمہ غلام ربانی، لاہور ۱۳۴۴ھ)؛ (۷۱) الرسالة التسعینیة، چھپ چکا ہے؛ (۷۲) الرسالة السبعینیة، چھپ چکا ہے؛ (۷۳) الرسالة القبرصیة، مطبع المؤید ۱۳۱۹ھ، ضخامت ۲۳ صفحات؛ (۷۴) شرح حدیث ابی ذر، چھپ چکا ہے: (۷۵) شرح حدیث النزول (یا صفات النزول)، امرتسر ۱۳۱۵ھ، ضخامت ۱۱۶ صفحات یا شرح حدیث انزل القرآن علی سبعة احرف، خمس رسائل نادرہ میں، ۱۹۰۷ء، رسالۂ چہارم: (۷۶) شرح العقیدة الاصفہانیة، قاہرة ۱۳۲۹ھ: (۷۷) الصوفیة و الفقراء، مصر ۱۳۲۷ھ، ضخامت ۲۳ صفحات (اردو ترجمہ مجذوب، طبع مالکان دارالترجمة و الاشاعة تصانیف امام ابن تیمیة، لاہور): (۷۸) فصل المقال فیما بین الحکمة و الشریعة من الاتصال، جس کا دوسرا نام فلسفة ابن رشد مع الرد علی بعض مواضیعه بھی ہے؛ (۷۹) الکلم(؟) الطیب فی افکار النبی، طبع Dr. H. Wiessel مع جرمن ترجمہ، برلن ۱۹۱۴ء؛ (۸۰) المسائل المردانیات (؟)، دمشق ۱۳۳۳ھ: (۸۱) منہاج السنة النبویة فی نقض کلام الشیعة و القدریة یا الرد علی الروافض و الامامیة، ابن مطہر (م ۷۲۶ھ) کی منہاج الکرامة فی معرفة الامامة کا جواب، بولاق ۱۳۲۱-۱۳۲۲ھ، ضخامت ۱۱۱۴ صفحات، اس کا اختصار کتاب خانۂ رامپور، عدد ۲۰۰ و ۳۲۰ میں موجود ہے؛ (۸۲) المنتقی من اخبار المصطفٰی، پٹنہ، عدد ۱، ۱۲۶۳ و ۱۲۶۶؛ (۸۳) مقدمة فی اصول التفسیر، دمشق ۱۹۳۶ء (اردو ترجمہ اصول تفسیر، طبع عطاءاللہ، لاہور ۱۳۷۴ھ)؛ (۸۴) رسالة فی القرآن و ما وقع فیه من النزاع هل هو قدیم او محدث؛ (۸۵) رسالة فیما وقع فی القرآن بین العلماء هل هو مخلوق اور غیر مخلوق و بیان الحق فی ذلک و ما دل علیه الکتاب و السنة وغیرہ: (۸۶) رسالة فی المناظرة فی صفات الباری (اردو ترجمہ عبدالرزاق ملیح آبادی)؛ (۸۷) الاقناع؛ (۸۸) رسالة فی النسک: پٹنہ، ii/۱: ۶۲۵، ۲: ۳۴۹؛ (۸۹) فصل فی المجتہدین ....؛ (۹۰) رسالة فی تحقیق استوی علی العرش، مخطوطه در رامپور (۳۳۹، ۱)؛ (۹۱) فصل فی قوله تعالٰی "قل یا عبادی ...."؛ (۹۲) اجوبة علی اسئلة الواردة علیه فی فضائل سورة الفاتحة ....(؟): (۹۳) تفسیر سورة الکوثر، مجموعة الرسائل المنیریة کے ساتھ، مصر ۱۳۴۲ھ، ۱۳۴۶ھ (اردو ترجمہ عبدالرزاق ملیح آبادی، کلکتہ)؛ (۹۴) الکلام علی قوله تعالٰی ان ہدانی، دمام زادہ ۱۴, ۹۹, ۳۶: (۹۵) الاربعین یا اربعون حدیثا، مصر ۱۳۴۱ھ، ضخامت ۵۰ صفحات: (۹۶) الابدال العوالی؛ (۹۷) فوائد المذکی، مخطوطه در بانکی پور، ۷: ۳۶۲، ۲؛ (۹۸) سوال فی مشہد ....؛ (۹۹) رسالة فی قوله لاتشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد، الرسائل الکبرٰی میں چھپ چکا ہے، ۱۳۲۳ھ؛ (۱۰۰) المناظرة فی الاعتقاد، مخطوطه در برلن ۲۳۱۰: (۱۰۱) صفة الکمال، مخطوطه در انڈیا آفس لائبریری، ۲، ۴۶۷؛ (۱۰۲) رسالة العقود المحرمة: (۱۰۳) ایضاح الدلالة فی عموم الرسالة، قاہرة ۱۳۴۱ھ: نیز مجموعة الرسائل المنیریة کے ساتھ: ضخامت ۵۶ صفحات؛ (۱۰۴) رسالة فی الجلوس، جامع البیان فی تفسیر القرآن کے ساتھ، دہلی ۱۲۹۷ھ؛ (۱۰۵) الفوائد الشریفة فی الافعال الاختیاریة للہ؛ (۱۰۶) التحفة العراقیة فی الاعمال القلبیة، امرتسر ۱۳۱۵ھ، نیز مصر، مطبع منیریة، ضخامت ۶۸ صفحات: (۱۰۷) اہل الصفّة و اباطیل بعض المتصوفة؛ الرسائل الکبرٰی میں شائع ہو چکی ہے (اردو ترجمہ از عبدالرزاق ملیح آبادی، لاہور ۱۹۳۲ء)؛ (۱۰۸) فی اثبات کرامات الاولیاء، (اردو ترجمہ از عبدالرزاق ملیح آبادی، کلکتہ تاریخ طبع ندارد)؛ (۱۰۹) رسالة فی یزید هل یسب ام لا (اردو ترجمہ یزید و حسین، از

عبدالرزاق ملیح آبادی)؛ (۱۱۰) فائدة فی جمع کلمة المسلمین: (۱۱۱) المذهب الرضیع - کتب (۱۰۷) تا (۱۱۱) مجموعة الرسائل المسائل کے نام سے مصر ۱۳۴۱ تا ۱۳۴۹ھ میں چھپ چکی ھیں، ضخامت ۷۶۷: (۱۱۲) کتاب الرد علی المنطقیین، مطبوعۂ شرف الدین کتبی، مع دیباچہ ازسلیمان ندوی؛(۱۱۳) کتاب الایمان، مصر ۱۳۲۵ھ، ضخامت ۱۹۰ صفحات؛ (۱۱۴) کتاب النبوات، مصر ۱۳۴۶ھ، ضخامت ۳۰۰ صفحات؛(۱۱۵) مجموعۂ تفسیر شیخ الاسلام ابن تیمیة، سورتہای الاعلی، الشمس، اللّیل، العلق، البیّنة اور الکافرون کی تفسیر، بمبئی ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء، ضخامت ۵۰۰ صفحات؛ (۱۱۶) رسالة الاجتماع و الافتراق فی الحلف بالطلاق، مصر ۱۳۴۲ھ، ضخامت ۴۲ صفحات: (۱۱۷) علم الظاهر و الباطن، مجموعة الرسائل المنیریة کے ساتھ، مصر ۱۳۴۲ھ، ۱۳۴۶ھ، ضخامت ۴۲ صفحات: (۱۱۸) صفة الکلام، مجموعة الرسائل المنیریة کے ساتھ، مصر ۱۳۴۲ھ، ۱۳۴۶ھ، ضخامت ۵۲ صفحات؛ (۱۱۹) خلاف الامة فی العبادات، مجموعة الرسائل المنیریة کے ساتھ، مصر ۱۳۴۲ھ، ۱۳۴۶ھ، ضخامت ۳۰ صفحات: (۱۲۰) توحّدالملة، مجموعة الرسائل المنیریة کے ساتھ، مصر ۱۳۴۲ھ، ۱۳۴۶ھ؛ (۱۲۱) الرّد علی الفلاسفة: (۱۲۲) الرّد علی ابن سینا: (۱۲۳) قاعدة فی المعجزات و الکرامات (اردو ترجمه، کرامات، از عبدالرزاق ملیح آبادی)؛(۱۲۴) الهجرالجمیل؛(۱۲۵) الشفاعة الشرعیة؛ (۱۲۶) رسالة فی الکلام؛ (۱۲۷) ابطال وحدة الوجود: (۱۲۸) مناظرة ابن تیمیة مع الرفاعیة؛ (۱۲۹) لباس الفتوة: (۱۳۰) کتاب ابن تیمیة الی نصر بن سلیمان: (۱۳۱) مسئلة صفات الله: (۱۳۲) فتاوی فقیهیة [۱]: (۱۳۳) فی احکام السفر الاقامة؛ (۱۳۴) مذهب السلف القدیم فی تحقیق مسئلۂ کلام الله الکریم: (۱۳۵) فتاوی فقیهیة [۲]؛ (۱۳۶) حقیقة مذهب الاتحاد بین عرش الرحمن (۱۳۷) تفصیل الاجمال فیما یجب الله

من صفات الکمال؛ (۱۳۸) العبادات الشرعیة؛ (۱۳۹) فتیا فی الغیبة: (۱۴۰) اقوم ما قیل فی المشیة و الحکمة؛ (۱۴۱) شرح حدیث عمران بن حصین کان الله و لم یکن شیی قبله - (۱۲۴) تا (۱۴۱) مجموعة الرسائل و المسائل، مصر ۱۳۴۱ - ۱۳۴۹ھ میں طبع هو چکی هیں؛ (۱۴۲) قاعدة فی المحبة؛ (۱۴۳) السوال عن الرّوح هل هی قدیمة او مخلوقة وغیره ذلک؛ (۱۴۴) العقل و الروح، مجموعة الرسائل کے ساتھ، مصر ۱۳۴۲ھ، ۱۳۴۶ھ: (۱۴۵) تلخیص کتاب الاستغاثة المعروف بالرّد علی البکری، مصر ۱۳۴۶ھ، ضخامت ۴۰۰ صفحات: (۱۴۶) کتاب الرّد علی الاخنائی، مقدّم الذّکر کے حاشیے پر: (۱۴۷) برهان کلام موسی، مطبع محمدی، لاهور، ضخامت ۳۲ صفحات: (۱۴۸) الرد علی فلسفة ابن رشد، مطبع رحمانیۂ مصر، ضخامت ۴۱ صفحات؛ (۱۴۹) قاعدة فی القرآن - یه اور اس کے بعد کی چاروں کتابیں جامع البیان کے خاتمے پر نامی پریس دهلی سے شائع هوئی هیں: (۱۵۰) رسالة فی القرآن هل هو کلام الله او کلام جبرئیل: (۱۵۱) رسالة فی القرآن هل کان القرآن حرفًا و صوتًا: (۱۵۲) رسالة فی القرآن ان الکلام غیر المتکلم: (۱۵۳) رسالة الجهاد، ابن عبد الهادی نے اسے اپنی کتاب العقود الدریة (قاهرة ۱۹۳۸ء) میں نقل کر دیا ہے: (۱۵۴) منظومة فی القدر، یه رساله العقود [illegible] بهی منقول ہے اورعلیحده بهی چهپ چکا ہے: (۱۵۵) مناظرات ابن تیمیة مع المصریین و الشامیین، ضخامت ۸۰۰ صفحات، مخطوطه در ندوةالعلماء لکهنئو، کتابت ۱۲۱۴ھ: (۱۵۶) فی الرّد علی من ادعی الجبر، ضخامت ۹۰ صفحات، مخطوطه در ندوةالعلماء لکهنئو: (۱۵۷) بیان مجمل اهل الجنة و النار، مخطوطه در ندوةالعلماء لکهنئو؛ (۱۵۸) بصرة اهل المدینة، ضخامت ۹۲ صفحات، مخطوطه در جامع مسجد بمبئی؛ (۱۵۹) تعلیق علی کتاب

المحرّر فی الفقہ ۔ ابن تیمیة کے دادا نے فقہ میں کتاب المحرّر کے نام سے ایک مختصر کتاب لکھی تھی، جس پر امام موصوف کے والد اور پھر خود انھوں نے ایک تعلیق لکھی ۔ ان دونوں تعلیقوں کا مخطوطہ ایک ہی جلد میں دارالکتب المصریة قاهرة میں محفوظ ہے ۔

براکلمان نے ابن تیمیة کی ۱۰۳ فی الوقت محفوظ کتب کی فہرست دی ہے ۔

مآخذ : ان تصانیف کے علاوہ جن کا ذکر متن مادّہ میں ہو چکا ہے (۱) الذّہبی : تذکرة الحفّاظ، حیدرآباد بدون تاریخ، ۴ : ۲۸۸؛ (۲) ابن شاکر الکُتُبی : فوات الوفیات، بولاق ۱۲۹۹ھ، ۱ : ۳۵ (سیرت کے اقتباسات از تذکرة الحفّاظ، مصنّفۂ ابن عبد الهادی)، ۱ : ۴۲؛ (۳) السُّبکی : طبقات الشّافعیة، قاهرة ۱۳۲۴ھ، ۵ : ۱۸۱ تا ۲۱۲؛ (۴) ابن الوَرْدی : تاریخ، قاهرة ۱۲۸۵ھ، ۲ : ۳۰۵، ۲۶۲، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۹، ۲۸۳ تا ۲۸۹؛ (۵) ابن حَجَر الهَیْتمی : الفَتاوی الحَدیثیة، قاهرة ۱۳۰۷ھ، ص ۸۶ ببعد؛ (۶) السُّیوطی: طبقات الحفّاظ، ۱ : ۷؛ (۷) الآلوسی : جلاء العینین فی محاکمة الاحمدین اور اس کے حاشیے پر (۸) صفی الدّین الحنفی کی القول الجلی فی ترجمة الشّیخ تقیّ الدّین ابن تیمیّة الحنبلی، بولاق ۱۲۹۸ھ؛ (۹) محمّد بن ابی بکر بن ناصرالدّین الشّافعی : الرّدّ الوافر علی من زعم أنّ من سمّی ابن تیمیة شیخ الاسلام کافر؛ (۱۰) مرعی بن یوسف الکرمی: الکواکب الدّرّیة فی مناقب ابن تیمیّة وغیرہ ایک ہی مجموعے میں شائع شدہ، قاهرة ۱۳۲۹ھ؛ (۱۱) ابن بطّوطة : رحلة، مطبوعه پیرس، ۱ : ۲۱۵ تا ۲۱۸؛ (۱۲) وُسٹنفلٹ Wüstenfeld : *Die Geschichtschreiber der araber*، فصل ۲۹۷، عدد ۳۹۳؛ (۱۳) گولٹ تسیہر Goldziher : *Die Ẓāhiriten*، لائپزگ ۱۸۸۴ء، ص ۱۸۸ تا ۱۹۲؛ (۱۴) وہی مصنّف : *Zeitschr. d. Deutsch. Morgen. Ges.*، ۵۲ : ۱۵۶ تا ۱۵۷؛ ۶۲ : ۲۵ ببعد؛ (۱۵) وہی مصنّف: *Vorlesungen über den Islām*، قب اشاریہ؛ (۱۶) شرائنر Schreiner، در *Zeitschr. der Deutsch. Morgenl. Gesell.*، ۶۲ : ۵۳۰ ببعد؛ ۵۳ : ۵۱ ببعد اور (۱۷) *Rev. des Études Juives*، ۳۱ (۱۸۹۶ء): ۲۱۴ ببعد: (۱۸) D.B. Macdonald: *Development of Muslim Theology*, etc.، ۲۷۰ تا ۲۷۸، ۲۸۳ تا ۲۸۵؛ (۱۹) براکلمان، ۲ : ۱۰۰ تا ۱۰۵؛ تکملة، ۲ : ۱۱۹ تا ۱۲۶؛ (۲۰) ہوآر Huart : *A History of Arabic Lit.*، ۳۳۴ ببعد؛ (۲۱) ابن حجر : الدرر الکامنة، ۱ : ۱۴۴ تا ۱۶۰، حیدرآباد ۱۳۴۸ھ؛ (۲۲) ابن رجب : طبقات الحنابلة؛ (۲۳) ابن عماد : شذرات الذهب، ۶ : ۸۰؛ (۲۴) ابن کثیر : البدایة والنهایة، مصر ۱۳۵۸ھ، ۱۴ : ۱۳۵؛ (۲۵) برزالی : معجم الشیوخ؛ (۲۶) ابن خلدون : العبر، ج ۵؛ (۲۷) یوسف بن محمّد : الحمیة الاسلامیة؛ (۲۸) صدیق حسن خان : اتحاف النبلاء، کانپور ۱۲۸۹ھ ۲۰۲ تا ۲۲۱؛ (۲۹) وہی مصنّف : الانتقاد الرجیع؛ (۳۰) تقی الدّین سبکی : شرح الالفیة؛ (۳۱) ابن فضل الله : مسالک الابصار؛ (۳۲) الذهبی : تاریخ دول الاسلام؛ (۳۳) ابن عمر شافعی: مناقب ابن تیمیة؛ (۳۴) ابن قیّم : ازالة الخفاء؛ (۳۵) شبلی : مقالات، ۵ : ۶۵ ببعد، اعظم گڑھ ۱۹۳۶ء؛ (۳۶) ابوالکلام آزاد : تذکرہ، طبع فضل الدّین احمد، لاهور، ۱۵۸ ببعد؛ (۳۶) غلام رسول مہر : سیرت امام ابن تیمیة، ۱۹۲۵ء لاهور؛ (۳۷) غلام جیلانی برق : امام ابن تیمیة، لاهور؛ (۳۸) محمد یوسف کوکن عمری : امام ابن تیمیة، لاهور ۱۹۶۰ء؛ (۳۹) محمد ابو زهرة : ابن تیمیة، حیاته و عصره، آراؤه و فقهه، مصر ۱۹۵۲ء، اردو ترجمه از انیس احمد جعفری، تنقیح و اضافه از محمّد عطاءالله حنیف، لاهور ۱۹۶۱ء۔

(محمّد بن شنب [و عبدالمنّان عمر])

ابن جُبیر : ابوالحسین محمّد بن احمد [بن سعید بن جبیر بن محمّد] الکنانی، عرب سیّاح، جو [۱۰ ربیع الاوّل ۵۴۰ھ / [یکم ستمبر] ۱۱۴۵ء کو بلنسیة میں پیدا